رمضان المبارک اور اس کی خصوصیات

تحریر : مولانا عبدالغفار حسن

رمضان کا مبارک اور مقدس مہینہ جن خصوصیات اور محاسن کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے' ان سب کی تفصیل تو اس مضمون میں ناممکن ہے۔ اس موقع پر صرف چند اہم اور نمایاں خصوصیات روزہ' قیام اللیل' اجتماعیت' تلاوت قرآن' دعا' انفاق فی سبیل اللہ' لیلتہ القدر اور اعتکاف کی تشریح اور تقاضوں کو بیان کرتے ہوئے ان کے نتائج اور ثمرات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

روزے کے ثمرات : (۱) روزے کا پہلا ثمرہ ایمان کی از سر نو تازگی اور شادابی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات خصوصاً اس کے علیم و خبیر اور مالک یوم الدین ہونے پر جس طرح روزہ یقین پیدا کرتا ہے وہ اپنی تاثیر کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ روزے کی حالت میں بھوک پیاس کی شدت اور جنسی خواہشات کے ہیجان پر وہی شخص قابو پا سکتا ہے جو مذکورہ بالا خدائی صفات پر ایمان رکھتا ہو۔ قانون کے ڈنڈے اور پولیس کے پہروں کے بغیر ایک مسلمان اپنے ایمانی تقاضے کی بنا پر اس فرض کو انجام دے سکتا ہے اور یہ چیز اس کی ایمانی قوت و حرارت میں مزید اضافہ کا سبب بنتی ہے۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ افراد کی اصلاح کے لئے دو قسم کے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ (۱) باطنی یعنی قلبی کیفیات اور اندرونی حالت میں انقلاب و تبدیلی پیدا کی جائے (۲) ظاہری یعنی بیرونی دباؤ اور تعزیری قوانین کے ذریعے برائیوں کو روکنے اور نیکیوں کو نشوونما دینے کی کوشش کی جائے۔

اسلام نے یہ دونوں طریقے اختیار کئے ہیں لیکن اس نے پہلے زیادہ توجہ باطنی اصلاح پر دی ہے' جیسا کہ حدیث میں ہے :

((الا ان فی الجسد مضغہ' اذا صلحت صلح الجسد

کلہ' واذا فسدت فسد الجسد کلہ' الا وھی القلب))
(بخاری و مسلم' مشکوٰۃ ج ا' ص ۲۴۱)
""" سنو! جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے' اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارے جسم میں بگاڑ ہو جاتا ہے۔ آگاہ رہو یہ لوتھڑا دل ہے"۔

قلبی کیفیات کو بدلنے اور پاکیزہ میلانات کو پیدا کرنے کے لئے نماز کے بعد اگر کسی عبادت کا مقام ہو سکتا ہے تو وہ روزہ ہے۔

(۲) روزے کا دوسرا پھل اخلاص ہے۔ دوسری عبادات کا علم کسی نہ کسی طرح دوسرے افراد ہو سکتا ہے' لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ جب تک خود روزہ دار ہی اپنی زبان سے اس کا اظہار نہ کرے کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔ اس عبادت میں ریاکاری اور نمائش کا کم سے کم امکان پایا جاتا ہے۔ اسی بنا پر حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

((الصوم لی وانا اجزی بہ)) (بخاری و مسلم' مشکوٰۃ ج ا' ص ۱۷۳)
""" روزہ میرے لئے ہے' اور میں ہی اس کی جزا دوں گا"""۔

(۳) روزے کی بنا پر انسان میں صبر یعنی ضبط نفس اور اپنی خواہشات پر قابو پانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک حدیث میں رمضان کے بارے میں فرمایا گیا ہے: ((ھو شھر الصبر)) یعنی "یہ صبر کا مہینہ ہے"۔ یہ بھی واضح رہے کہ اصحاب صبر کے لئے خدا کے ہاں ثواب بھی ان گنت ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ ﴾
(الزمر: ۱۰)
"صبر والے خدا کے ہاں اپنا اجر بے حساب پائیں گے"۔

(۴) روزے کی وجہ سے انسان میں جذبہ شکر ابھرتا ہے اور خدا کی نعمتوں کی قدر و منزلت اسے معلوم ہوتی ہے اور پھر یہ جذبہ اپنے محسن حقیقی کی محبت سے وابستہ کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب مقام محبت حاصل ہو جائے تو پھر عبادت و اطاعت کی مثالیں بھی دو چند

ہوئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے :

﴿وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾

(البقرہ : ۱۸۵)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت کی نعمت تمہیں بخشی ہے اس پر تم اس کی بڑائی بیان کرو تاکہ تم (احسانات کا) شکر ادا کرو۔

اسی جذبہ شکر کو ابھارنے کے لئے ایک حدیث میں حکم دیا گیا ہے کہ دنیاوی لحاظ سے ان لوگوں کو دیکھو جو تم سے کم تر ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تم ان نعمتوں کو حقیر نہ سمجھو گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہیں (بخاری، مسلم، مشکوۃ ج ۲، ص ۴۴۷)

روزے کے افطار کے وقت خاص طور پر اس دعا کے پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے :

اللهم لك صمت وعلى رزقك افطرت، ذهب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالى (ابوداؤد، مشکوٰۃ ج ۱، ص ۱۷۵)

"اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق پر میں نے افطار کیا۔ پیاس بجھ گئی رگیں تر ہو گئیں اور خدا کے ہاں اجر ثابت ہو گیا ان شاء اللہ"۔

اس دعا میں بھی اعتراف نعمت ہے اور جذبہ شکر ابھارنے کی نمایاں طور پر تربیت دی گئی ہے۔

(۵) روزہ انسان میں ہمدردی اور غم خواری کے جذبات کو ابھارتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جس نے روزے دار کو روزہ افطار کرا دیا تو اس کو بھی روزے دار کے برابر ثواب ملے گا۔ اور جس نے پیٹ بھر کر کسی روزے دار کو کھانا کھلایا اسے اللہ تعالیٰ حوض کوثر کا جام پلائے گا کہ میدان محشر میں پیاس ہی محسوس نہ ہو گی اور جس نے اپنے غلام یا ماتحت شخص سے کام لینے میں نرمی برتی، اللہ تعالیٰ اس کی گردن کو جہنم سے آزاد کر دے گا۔ (بیہقی، مشکوۃ ج ۱، ص ۱۷۴)

<u>قیام اللیل :</u> رمضان المبارک کی دوسری خصوصیت رات کا قیام یعنی شب بیداری

ہے۔ جیساکہ حدیث میں ہے :

من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه (بخاری و مسلم، مشکوۃ ج ۱، ص ۱۷۳)

"جس نے رمضان میں ایمان کی بنا پر اور ثواب کی امید میں قیام اللیل کیا اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے"۔

قیام اللیل میں نفس کی تربیت جس طرح ہوتی ہے اس کی وضاحت اس انداز سے کی گئی ہے :

﴿اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا ۝﴾ (مزمل : ٦)

"بلاشبہ رات کا اٹھنا، نفس کو کچلنے اور بات کے درست ہونے کے لئے زیادہ سازگار ہے"۔

رات کے آخری حصہ میں نرم گرم بستر چھوڑ کر اللہ کی یاد کے لئے اٹھنا نفس پر انتہائی شاق گزرتا ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس پر سکون فضا میں اپنے رب سے مناجات اور سرگوشی کرنے میں جو لطف حاصل ہو سکتا ہے اس کا دسواں حصہ بھی دن کے ہنگامہ پرور اوقات میں میسر نہیں آسکتا۔

رسول اللہ ﷺ یوں تو دوسرے مہینوں کی نسبت رمضان میں شب بیداری کا خصوصی طور پر اہتمام فرمایا کرتے تھے، لیکن آخری عشرے میں آپ ﷺ کی جدوجہد اور بھی زیادہ تیز ہو جاتی تھی، جیساکہ حدیث میں ہے :

اذا دخل العشر الاخر شد میزره واحیا لیله وایقظ اهله، (بخاری و مسلم، مشکوۃ ج ۱، ص ۱۸۲)

"جب (رمضان کا) آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپ اپنی کمر کس لیتے، رات جاگ کر گزارتے اور گھر والوں کو بھی بیدار کرتے"۔

<u>قرآن کا دور</u> : رمضان المبارک کی تیسری خصوصیت اس ماہ میں نزول قرآن ہے، جیسا کہ ارشاد ہے :

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرہ : ۱۸۵)

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا"۔

یہ انداز بیان ظاہر کر رہا ہے کہ رمضان اور قرآن کا آپس میں گہرا تعلق ہے، حقیقت یہ ہے کہ رمضان قرآن کی سالگرہ منانے کا مہینہ ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ اس مہینے میں جبرئیلؑ کے ساتھ قرآن کا دور فرمایا کرتے تھے۔ آخری سال آپؐ نے دوبار دور فرمایا : (صحیح بخاری، مشکوٰۃ ج ا، ص ۱۸۴)

یہاں یہ بات واضح رہے کہ قرآن کے نزول کا مقصد یہ نہیں ہے کہ قرآن کو پوری تیزی کے ساتھ بے سمجھے بوجھے تراویح میں پڑھ لیا جائے، بلکہ قرآن مجید کا حق صحیح معنی میں اس وقت ادا ہو سکتا ہے جب کہ اس کے نزول کے تین مقاصد پیش نظر رکھے جائیں۔

(۱) ﴿لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ﴾ (بنی اسرائیل : ۱۰۶)

(۱) "ہم نے قرآن کو اتارا ہے تاکہ اسے آپ ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے پڑھیں"۔

(۲) ﴿كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا اٰيَاتِهٖ﴾ (ص : ۲۹)

(۲) "ہم نے برکت والی کتاب نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں۔ اور تدبر سے کام لیں"۔

(۳) ﴿اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ﴾ (النساء : ۱۰۵)

(۳) "ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتار دی تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو راہ آپ کو دکھائے ہیں اس کے مطابق آپ فیصلہ کریں"۔

یعنی انسان اپنے نفس پر، اپنے گھر پر، ماحول پر، پورے ملک پر، بلکہ پوری دنیا پر، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے غلبہ اور حکمرانی کو قائم کرنے کی جدوجہد میں لگ جائے۔ زندگی کا کوئی شعبہ اور معاشرہ کا کوئی حصہ بھی اس کی رہنمائی سے خالی نہ رہے۔

انفاق فی سبیل اللہ : رمضان المبارک کی چوتھی خصوصیت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے :

اطلق کل اسیر واعطی کل سائل (بیہقی مشکوۃ ج ا ص ۱۷۴)

"(رسول اللہ ﷺ اس ماہ) تمام قیدیوں کو آزاد فرمادیتے اور ہر سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے"۔

دوسری حدیث میں آپ کی سخاوت کو کثرت و زیادتی کے لحاظ سے تیز ہوا (الریح المرسلہ) سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم مشکوۃ ج ا ص ۱۸۳)

اللہ تعالیٰ کے احسانات خصوصاً نعمت قرآن کا شکر اسی طرح ادا ہو سکتا ہے کہ اس ماہ میں کثرت سے غرباء و مساکین کی مدد کی جائے اور نیک کاموں میں آپس میں ایک دوسرے سے تعاون کیا جائے۔ اسی طرح روزے دار اس ماہ میں اپنے دل سے بخل کے میل کچیل کو دور کر سکتا ہے اور اسے سخاوت و فیاضی کا خوگر بنا سکتا ہے۔ ان تمام خصوصیات پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے ذریعے عبادت خالق اور خدمت خلق دونوں کی تربیت دی گئی۔

اجتماعیت : رمضان المبارک کی پانچویں خصوصیت اس میں اجتماعیت کا پہلو ہے۔ یہ وہ فضیلت ہے جو رمضان المبارک کے تمام احکام و عبادات میں نمایاں ہے۔ روزہ رکھنے کا معاملہ ہر شخص کے صوابدید پر نہیں چھوڑ دیا گیا' تاکہ اس طرح سب مسلمان ایک ہی وقت میں سحری کھائیں اور افطار کریں۔ اس حالت میں اگر کسی کا دل روزے کی طرف راغب نہ بھی ہو تو تب بھی ماحول اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ روزے کی سعادت سے محروم نہ رہنے پائے۔ اس اجتماعی حکم کی بنا پر کمزور ایمان والے بھی ایمانی قوت کا سرمایہ حاصل کر سکتے ہیں اور عمل صالح کی کھیتیوں کو سرسبز و شاداب بنا سکتے ہیں۔

لیلتہ القدر : رمضان کی چھٹی خصوصیت لیلتہ القدر ہے۔ اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ (سورۃ القدر' پ ۳۰) اس رات کو مندرجہ ذیل دعا پڑھنا مسنون ہے :

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی

(ترمذی' مشکوۃ ج ا ص ۱۸۲)

"اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے' معافی کو پسند کرتا ہے' پس تو میری خطائیں

معاف فرما"۔

عام طور پر ستائیسویں شب ہی کو شب قدر سمجھا جاتا ہے' حالانکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہوتی ہے۔ اس لئے ان پانچ راتوں کو خاص طور پر عبادت و تلاوت اور ذکر الٰہی میں گزارنا چاہئے۔

اعتکاف : رمضان المبارک کی ساتویں خصوصیت اعتکاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ لیکن آخری سال آپؐ نے بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔ (صحیح بخاری' مشکوۃ ص ۱۸۳۔ ج۱)

اسلام نے رہبانیت (ترک دنیا) سے منع کیا۔ لیکن انسان کی یہ خواہش بھی فطری ہے کہ وہ یکسوئی کے ساتھ گوشہ تنہائی میں اپنے رب سے سرگوشیوں میں مصروف ہو اور اس کے حضور میں گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے اور آئندہ کے لئے از سر نو اطاعت و وفاداری کا عہد و پیان باندھے۔ اعتکاف کو مستحب قرار دے کر اس خواہش کو پورا کیا گیا ہے۔

دعا : رمضان المبارک کی آٹھویں خصوصیت دعا ہے۔ قرآن مجید میں رمضان المبارک کے احکام و فضائل کو بیان کرتے ہوئے درمیان میں دعا کا ذکر ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے :

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي .... ﴾
(البقرۃ : ۱۸۶)

یعنی "جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں (تو ان سے کہہ دو کہ) میں قریب ہوں۔ دعا کرنے والے کی پکار کو میں سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس لوگوں کو چاہئے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں"۔

قرآن مجید کا یہ انداز بیان ظاہر کر رہا ہے کہ رمضان اور دعا میں انتہائی گہرا ربط پایا جاتا ہے۔

(باقی صفحہ ۲۰ پر)